انگوٹھے چُومنے
کا ثبوت
تصنیف لطیف
مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت
مُفتی مُحمّد فیض احمد اُویسی رضوی
علیہ الرحمۃ اللہ القوی
www.FaizAhmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ ﷺ

انگوٹھے چومنے کا ثبوت

از

فیضِ ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین

حضرت علامہ الحافظ مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی نوراللہ مرقدہٗ

مدحت فیض احمد کی

حضرت صاحبِ تصانیفِ کثیرہ اُستاذ الاساتذہ، مفسرِ قرآن علامہ مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

از خلیؔل احمد خلیؔل فریدی (بہاولپور)

زباں کیسے کرے گفتار مدحت فیض احمد کی	ستونِ دینِ احمد ہے امامت فیض احمد کی
تصانیف کثیرہ ہے کتابیں لکھیں پندرہ سو	تعصب برطرف دیکھو یہ محنت فیض احمد کی
کیا تفسیر روح البیان کا اردو میں ترجمہ	مکمل تیس پارے ہیں یہ ہمت فیض احمد کی
اکیلا بھی مذاہب باطلہ پر حاوی ہو بیٹھا	محض درویش سادہ لوح طبیعت فیض احمد کی
جھگڑتے آئے ہیں برسوں سے بس یہ دشمنانِ دیں	قدم ملنے نہیں پائے عزیمت فیض احمد کی
عمر میں فیض احمد دیں احمد کو نہیں بھولے	مگر دیں بھی نہیں بھولے گا خدمت فیض احمد کی
عجب خوشبوئیں آتی ہیں مفسر کی محدث کی	میں جب بھی دیکھتا ہوں بس ذہانت فیض احمد کی
سنو لوگو! بہاولپور چراغِ علم روشن ہے	ہے درس گاہ عظیم الشاں عمارت فیض احمد کی
ماۂ رمضان روضہ پاک کی چھاؤں میں رہتے ہیں	مجھے تو اس لئے ہے بس محبت فیض احمد کی

خلیؔل اپنا ہے گھر مذکور جامعہ کی حدود اندر
روزانہ ہو ہی جاتی ہے زیارت فیض احمد کی

انتساب

چونکہ اس تصنیف کا آغاز واختتام دورِ طالب علمی میں مرکزی دارالعلوم ''جامعہ رضویہ'' میں ہوا۔اس لئے اسے ایصالِ ثواب کے طور پر حضور سیدی وسندی ذخری لیومی ،وغدی ،ماوائی وملاذی قبلہ اُستاذی مولانا العلامہ الحاج حضرت محمد سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لائل پوری محدّثِ اعظم پاکستان کے نام نذر گزار کرتا ہوں ۔

گر قبول افتدزھے عزو شرف

ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

جمادی الآخر ۱۳۷۱ھ

تمھید

رب صــل وســلـم دائــمــاً ابــداً
عـلٰـی حبیبك خیــر الـخلـق كلهــم

امــابــعــد! فقیر ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی غفرلہٗ متعلم مدرسہ جامعہ رضویہ لائل پور ساکن حامد آباد من مضافات بہاولپور اہلِ اسلام کی خدمت میں عرض گزار ہے کہ نبی اکرم ،شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمِ مقدس کو سن کر چومنا مستحب ہے۔فقہ حنفی وشافعی وغیرہما میں اس کے استحباب پر صریح عبارات موجود ہیں اوراحادیث سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے لیکن بعض مدعیانِ اسلام اس کے نہ صرف منکر ہیں بلکہ اس کے عامل کو ''بدعتی'' قرار دے کر عوام کو بہکاتے ہیں۔

اس فقیر سراپا تقصیر کے پاس چند حوالے جمع تھے جنہیں برادرانِ اسلام کی خدمت میں پیش کرتا ہے تاکہ مسئلہ کی حقیقت بے نقاب ہو جائے۔اگر چہ علماءِ حق اس مسئلہ کو خوب لکھ گئے لیکن صرف حصولِ سعادت کی غرض پر چند سطور حوالہ قلم کر دیئے۔خداوندِ عالم بطفیلِ محبوبِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم قبول فرما کر میرے لئے ذریعہ نجات بنائے۔آمین

مقدمہ

رب صل وسلم دائماً ابداً
علٰی حبیبك خیر الخلق کلھم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خداوندِ عالم کے محبوب ہیں یہ ایسا مرتبہ ہے کہ جس کے بعد کوئی مرتبہ نہیں۔اسی لحاظ سے تمام انبیاء ورسل علیہم السلام ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے مدح گو ہیں اور خود اللہ تعالیٰ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف وتوصیف فرماتا ہے۔اس بلندشان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہرادا کو عبادت اور اُن کے ہر فعل کو اپنی اطاعت قرار دیا بلکہ ہر وہ امر جو آپ کی تعظیم کے لئے ہو عمل میں لانے سے بہت اجر وثواب دیتا ہے اسی وجہ سے ہم پر صحابہ کرام (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کو فوقیت ہے کہ وہ بارگاہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں محبت وعقیدت کے نذرانے پیش کرتے تو خداوندِ عالم اس کا صلہ بہترین سے بہترین عطا فرماتا مثلاً حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عصر کی نماز صرف نیندِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان کی تو اللہ تعالیٰ نے سورج اُلٹا دیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں جان دینے کو تیار ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کا قصہ رہتی دنیا تک بلکہ ابداًابداً قرآن پاک میں درج فرمایا۔اُمِ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بول مبارک پیا تو اُن پر آتشِ دوزخ حرام کی گئی اور پیٹ کے جملہ امراض سے بھی شفاء مل گئی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وضو کے پانی کو تبرک بناتے اور تھوک وناک کی آلائش کو منہ پر ملتے اور جسموں پر اور بال مبارک ہر ایک نے اپنے پاس حرزِ جان (بہت عزیز) بنا رکھا۔امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وصال کے وقت وصیت کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن اور بال مبارک قبر میں رکھے جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ملبوسات کو ایمان کی جان سمجھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان اپنے گھروں میں رکھتے ہیں۔حضرت اُویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہانی زبان زدِ خلق ہے وغیرہ وغیرہ۔کتبِ دینیہ کے مطالعہ سے بہت سی مثالیں ملتی ہیں کہ وہ اعمال جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر دلالت کرتے ہیں اُن کے لئے اگر چہ دلیل شرعی نہ بھی ملے تب بھی عامل کو اجر وثواب ملتا ہے۔امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کون سی شرعی دلیل تھی جس کی وجہ سے وہ حدیث کو بحالتِ قیام اور نہایت زیب وزینت میں پڑھاتے ہیں اور مدینہ شریف سے باہر نہیں جاتے اور نہ ہی مدینہ شریف میں سواری پر سوار ہوتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔مجبور ہوکر کہنا پڑے گا کہ تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں جو عمل کیا جاتا ہے اس پر اجر وثواب ہے۔

منجملہ ان کے انگوٹھے چومنا یہ بھی ایک تعظیم ہے کہ کسی کے نام پر انسان جھوم جائے اور عقیدت کا اظہار کرے تو وہ

محبت کی ایک دلیل ہے۔حضورا کرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ اقدس کوسن کر عاشقِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جھوم جا تا ہےاورمحبت وعقیدت سے سر جھکا رہا ہےاورانگو ٹھے چوم رہا ہے اِس پر اگر چہ اس کے پاس دلیل نہ بھی ہوتی تب بھی شرعاً گرفت نہ تھی کیونکہ ایسے عمل سے شرعاً کسی قانونِ شرعی کے خلاف نہیں کرنا پڑتا ہے۔بحمد ہٖ تعالیٰ ایسے عاشقِ صادق کے لئے بہت بڑے دلائل ہیں اسے مجبور کرتے ہیں کہ اپنے محبوب کا نام سنتے ہی عقیدت کا نذرانہ پیش کرے۔اگرکوئی روکے تو اسے اعلیٰ حضرت،عظیم البرکت،مجدددین وملت شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کا یہ شعر سنا دیجئے۔

نجدی کہتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

ہمارامدعا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بوقت اذان واقامت سن کرانگو ٹھے چوم کرآنکھوں پر رکھنا مستحب ہے۔ یہی ہمارا مذہب ہےاسی پر ہمارے دلائل قائم ہوتے ہیں۔بہتان تراشی کا جواب ہمارے پاس نہیں کہ بڑی دلیری سے کہہ دیا جا تا ہے کہ یہ اہل سنت انگو ٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔چنانچہ ایک بہتان تراش لکھتا ہے

واقعی اذان کا جواب اوردعاودرودشریف پڑھنا چھوڑ کرصرف انگو ٹھے چومنا واجب سمجھا لینا ہے۔

اس بہتان سے پوچھئے کہ ہماری کون سی کتاب میں ہے کہ ہم انگو ٹھے چومنا واجب مانتے ہیں۔سچ ہے(اذا فات الحیاء فافعل ماتشاء)

ہم چونکہ اس عمل مبارک کومستحب مانتے ہیں اس پر احادیث واقوال،فقہاءوصلحاءموجود ہیں جو درجِ ذیل ہیں

﴿باب اول﴾

فصل اول دراحادیث:(۱) قال علیہ الصلوٰۃ و السلام من سمع اسمی فی الا ذان فقبل ظفری ابھامیہ و مسح علی عینیہ لم یعم ابدا۔(تفسیر روح البیان، سورۂ احزاب، جلد۷، صفحہ۱۷۸)

یعنی جس نے اذان میں میرا نام سن کرانگوٹھوں سے لگا کر چوما اور آنکھوں سے لگایا تو وہ کبھی اندھا نہیں ہوگا۔

(۲) روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال من سمع اسمی فی الا ذان ووضع ابھامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیمۃ وقائدۃ الی الجنۃ

(صلوٰۃ مسعودی جلد۲، باب بست ویکم دربیان بانگ نماز، صفحہ۳۰۵، مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

یعنی جس نے میرا نام سن کرانگوٹھوں کوآنکھوں سے لگایا تو میں اس کو قیامت میں صفوں سے تلاش کر کے بہشت میں لے جاؤں گا۔

(۳) وقال الطاوسی إنه سمع من الشمس محمد ابن أبی نصر البخاری خواجه حدیث :من قبل عند سماعه من المؤذن کلمة الشهادة ظفری ابهامیه ومسهما علی عینیه وقال عند المس اللهم احفظ حدقتی ونورهما ببرکة حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ونورهما لم یعم۔

(المقاصد الحسنة،حرف المیم،الجزء۱،الصفحة۲۰۳،موقع الوراق)

یعنی طاؤس فرماتے ہیں اُنہوں نے خواجہ شمس الدین ابی نصر البخاری سے یہ حدیث سنی کہ جو شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں سے لگائے اور یہ دعا پڑھے ''اللهم احفظ حدقتی الخ'' تو وہ اندھا نہ ہو گا۔

(۴) عن الخضر علیه السلام أنه :من قال حین یسمع المؤذن یقول أشهد أن محمداً رسول الله :مرحباً بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله صلی الله علیه وسلم ثم یقبل ابهامیه ویجعلهما علی عینیه لم یرمد أبداً

(المقاصد الحسنة،حرف المیم،الجزء۱،الصفحة۲۰۳،موقع الوراق)

یعنی حضرت خضر علیہ السلام سے مروی ہے کہ جس نے مؤذن کے قول اشهدان محمداً الخ سن کر مرحبا بحبیبی الخ کہہ کر انگوٹھوں کو چوما اور ان کو آنکھوں پر پھیرا تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔

(۵) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مؤذن کے قول اشهدان محمد رسول الله کو سن کر انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں سے لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما فعل خلیلی فقد حلت عیله شفاعتی

(کشف الخفاء ، الجزء۲ ، الصفحة ۲۰۶)

(المقاصد الحسنة،حرف المیم،الجزء۱،الصفحة۲۰۳،موقع الوراق)

یعنی جس طرح میرے خلیل صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا جو بھی ایسے ہی کرے گا اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(٦) عن الفقیه أبی الحسن علی بن محمد من قال حین یسمع المؤذن یقول أشهد أن محمدا رسول الله مرحبا بحبیبی وقرة عینی محمد بن عبد الله صلی الله علیه وسلم ویقبل إبهامیه ویجعلهما علی عینیه لم یعم ولم یرمد ،

(کشف الخفاء، الجزء۲، الصفحة۲۰۷)

(المقاصد الحسنة،حرف المیم،الجزء۱،الصفحة۲۰۳،موقع الوراق)

یعنی حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو شخص اشهدان محمداً الخ سن کر مرحبا بحبیبی الخ کہتا ہے اور

انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرتا ہے تو وہ ہمیشہ نہ تو نابینا ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

چند اور احادیث کے مضامین آئندہ فصل میں آئیں گی ویسے کتب احادیث میں اسی قسم کی روایات بہت ہیں لیکن ان سب کے اسی طرح کے مضامین ہیں۔

غلطی کا ازالہ: اس سے بعض جاہلوں کی جہالت بھی ظاہر ہوگئی جبکہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ ''علماء مبتدعین انگوٹھے چومنے کی اصل روایت جو بڑے کروفر سے بیان کرتے ہیں صرف دو عدد ہیں'' یہ اس کی جہالت کا بین ثبوت ہے کہ اس نے مطالعہ کئے بغیر صرف دو حدیثیں مانیں حالانکہ اس موضوع پر بہت سی حدیثیں ہیں جنہیں عرض کر دیا گیا ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت ہیں۔

نتائج: (۱) محشر کے دن میدانِ حشر میں جبکہ تمام لوگ نفسی نفسی پکاریں گے انگوٹھے چومنے والے کو ایسے آڑے وقت میں سرورِ عالم ﷺ صفوں کے اندر سے تلاش کر کے بہشت میں لے جائیں گے۔

(۲) اس نیک عمل سے حضور اکرم ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی۔ یہ خصوصی وعدہ ہے ورنہ آپ کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو محروم رکھا جائے گا۔

(۳) آنکھوں کی جملہ امراض سے نجات ملے گی۔

چنانچہ آئندہ فصل کے واقعات تفصیلی سے معلوم ہوگا۔

فصل دوم

اب چند حکایات درج کی جاتی ہیں جو مذکورہ بالا احادیث پر عمل کرنے سے فوائد حاصل کرنے پر شہادت کا کام دیں گی۔

حکایت نمبر۱: حدیث شریف میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام بہشت میں تشریف لائے تو فرشتگان نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضری دیتے تو آدم علیہ السلام نے ملائکہ کی حاضری کا سبب پوچھا تو حکم ہوا کہ یہ نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔ آدم علیہ السلام کو نورِ محمدی ﷺ کی زیارت کا اشتیاق ہوا تو بارگاہِ ایزدی میں زیارت کی التجاء کی ''او ظهر الله تعالى جمال حبيبه في صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل ادم ظفرى ابهاميه ومسح علىٰ عينيه''

(تفسیر روح البیان، جلد ۷، الباب سورۃ الاحزاب، صفحہ ۲۲۹، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت)

یعنی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ مدنی ﷺ کا جمال آدم علیہ السلام کے ناخنوں میں ظاہر فرمایا جس پر آدم علیہ السلام نے

اپنے انگوٹھوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا۔

اس کے بعد حدیث شریف میں ہے کہ **لم یعم ابداً۔**

یعنی حضرت آدم علیہ السلام اسی عمل کی بدولت تا دمِ زندگی نابینا نہ ہوئے۔

(فتاویٰ جواھر، فتاویٰ سراج المنیر، فتاویٰ مفتاح الجنان، نعم الانتباہ از منیر العین، صفحہ ۱۴۳)

(اسی طرح کا واقعہ انجیل برنباس صفحہ ۶۰، ۶۱ مترجم مطبوعہ حمیدیہ اسٹیج لاہور میں بھی ہے)

فائدہ: انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا حضرت ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کی سنت ہے۔ اپنے باپ کی سنت پر عمل کرنا اپنے باپ کے ہونے کا ثبوت دینا ہے ورنہ۔۔۔

فائدہ: ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض معجزات وہ بھی ہیں جو قبل از ظہورِ عالم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں صرف اسم مقدس کی برکت سے نمودار ہوئے۔ یہ معجزہ انہی میں سے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی بینائی کی حفاظت فرما رہے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی سنت نے سمجھا دیا ہے کہ اے بنو آدم علیہ السلام اپنی بینائی کی حفاظت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل کرو۔

حکایت نمبر ۲: حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک ایسا مرد تھا جس کا پورا ایک سو سال جرم وخطا میں گزرا۔ جب وہ فوت ہوا تو بنی اسرائیل نے اسے ایسے ہی بلا کفن ودفن پھینک دیا۔

فأوحی اللہ تعالی إلی أن غسله و کفنه و صل علی علیه فی بنی اسرائیل۔

یعنی تو اللہ تعالیٰ کا موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا کہ اسے غسل دو اور کفنا کر بنی اسرائیل کو بلا کر اس پر نمازِ جنازہ پڑھئے۔

سبب دریافت کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **لأنه نظر فی التوراة اسم محمد فقبله و رضعه علی عینیه و صلی علیه**

یعنی اس لئے کہ اس نے تورات میں میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی دیکھا تو اسے بوسہ دے کر آنکھوں پر رکھا اور درود بھی پڑھا: **فغفرت له ذنوبه و زوجته سبعین حوراء**

یعنی اسی لئے میں نے اسے بخش دیا اور اسے حور بھی عنایت کر دی۔

(اخرجه فی النعیم فی الحلیه جلد ۴، صفحہ ۴۲، کذافی سیرة حلبی، جلد ۱، صفحہ ۸۰،

نزھة المجالس، جلد ۲، صفحہ ۸۹ از تاریخ الخمیس وغیرہ وخصائص کبریٰ، جلد ۱، صفحہ ۱۶)

فائدہ: اس حکایت کو بار بار پڑھئے۔ ہمارے مخالفین تو زندگی بھر ماتھے رگڑ رگڑ کر بھی بہشت نہ لے سکے اور نہ ہی حور۔ یعنی میرا مالک حقیقی قادر ہے کہ اپنے محبوب مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک نام لیوا اور عاشق کو بہشت بھی دے دی اور حور

بھی۔اس سے مخالفین روئیں یا مریں لیکن اس عاشق نے بزبانِ حال کہہ ہی دیا

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

ایک شبہ: انہی باتوں سے لوگ دھوکہ میں آجاتے ہیں کہ گناہ کئے جاؤ۔اللہ تعالیٰ تو صرف نبی اکرم ﷺ کے نام کی برکت سے بخش دے گا فلہٰذا اب اعمالِ صالحہ کی ضرورت ہی کیا ہے۔''قطع نظر حکایت کی صحت'' روایت کے اسلامی طریقوں پر حرف آتا ہے۔

الجواب: رحمت حق بہانه می جوید (یعنی رحمت حق بہانہ ڈھونڈتی ہے۔) مولیٰ عزوجل اگر قہار و جبار ہے تو رحیم و کریم بھی ہے اور ستار و غفار بھی۔مخالف کے سامنے نبوی وقار ﷺ چونکہ بالکل نہیں اسی لئے اسے یہ بات معمولی معلوم ہو رہی ہے۔صحابہ کرام کی زندگی پر نظر ڈالئے انہوں نے کون سے شاقہ اعمال کئے کہ اُمت مصطفویہ علیٰ صاحبہا التحیۃ کے اغواث و اقطاب نبی کریم ﷺ کے اس صحابی (جس نے ساری زندگی کفر و شرک میں گزاری لیکن آخری لحات زندگی نبی پاک ﷺ کے رُخ انور کی زیارت کر کے کہہ دیا لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ) کا موازنہ کرو گے تو صحابی کی شان کو فوقیت حاصل ہوگی۔صرف اس لئے کہ وقارِ نبوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا صدقہ ہے لیکن تاہم مخالف کے اطمینان کے لئے ثبوت میں ذیل کی سچی اور صحیح حدیث شریف کافی ہے۔

حکایت ۳: حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں سابقہ زمانے میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے مرد قتل کئے۔ایک عالم سے اپنی توبہ کا سوال کیا تو اس نے ایک راہب کی طرف رہبری کی اس راہب کی خدمت میں پہنچ کر اپنا ماجرا سنایا۔راہب نے کہا ایسے کی توبہ قبول نہیں ہوگی اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا اب اس پر سو قتل ہو گئے۔آگے چل کر پھر کسی عالم دین سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تا کہ اس کی توبہ قبول ہو جائے۔اس نے کہا کیوں نہیں توبہ کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے لیکن فلاں گاؤں میں جاؤ وہاں اللہ کے بندے رہتے ہیں جو عبادت گزار ہیں تو ان کے ساتھ رہ کر عبادت کر اپنے گاؤں میں نہ جانا اس لئے کہ وہ بُرا مقام ہے۔وہ مرد چل پڑا جب آدھا سفر طے ہوا تو ملک الموت آ پہنچا اُس نے اُس گاؤں کی طرف سینہ بڑھایا اس کے بعد ملک الموت جان لے کر چل پڑا۔

فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي وَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَهُمَا فَوُجِدَ إِلَى هَذِهِ أَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهُ

(صحیح البخاری، کتاب احادیث الا نبیاء ،الباب حدیث الغار، الجزء ۱۱، الصفحۃ ۲۸۹، حدیث ۳۲۱۱)

یعنی تو رحمت و عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے زمین کے ناپنے کا حکم دے دیا گیا ادھر زمین کو گھٹنے بڑھنے کا حکم دیا۔وہ

شخص زمین مقصود کی طرف ایک بالشت کے برابر قریب پایا گیا اسی وجہ سے اسے بخش دیا۔

اس کے علاوہ بخاری شریف میں ہے کہ ایک بندے کو صرف کتے کو پانی پلانے سے بخشا گیا اور دوسرے کو راستہ سے کانٹے ہٹانے سے بخشا گیا۔ (بخاری شریف)

دیکھئے رب کریم نے اپنے بندوں کو کیسی کریمی سے بخشا اور ہماری پیش کردہ روایت میں تو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کا وسیلہ جلیلہ سبھی ہے اور جہاں حبیب ﷺ کا وسیلہ جلیلہ ہو وہاں تو فضلِ الٰہی کا کیا کہنا جیسے آدم علیہ السلام کے واقعہ میں ہوا۔

حکایت ٤: حضرت مولانا روم قدس سرہ مثنوی شریف میں لکھتے ہیں کہ

بود در انجیل نام مصطفی (ﷺ)	آں سرِ پیغامبراں بحرِ صفا

یعنی انجیل میں نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی درج تھا آپ ﷺ ہی تو انبیاء کے سردار اور بحرِ صفا ہیں۔

بود ذکر حلیہ ھا و شکل او	بود ذکر غزو و صوم و اکل او

یعنی تورات میں آپ کی صورت وشکل مبارک کا بیان تھا اور آپ کے جہاد اور خورد ونوش اور صوم وصلوٰہ کا بھی ذکر درج تھا۔

طائفہ نصرانیاں بھر ثواب	چون رسیدندے بداں نام وخطاب
بوسہ دادندی بر آں نام شریف	رو نھادندے بر آں وصف لطیف

یعنی عیسائیوں کی ایک جماعت جب اس نام پاک اور خطاب مبارک پر پہنچی تو وہ لوگ بغرضِ ثواب اس نام شریف کو بوسہ دیتے اور اس ذکر مبارک پر بطورِ تعظیم منہ رکھ دیتے۔

اندریں فتنہ کہ گفتیم آں گروہ	ایمن از فتنہ بدند و از شکوہ

یعنی جس گروہ کا بیان ہوا وہ دنیا کے فتنوں اور شکوہوں کے دبدبوں سے محفوظ تھا۔

ایمن از شر امیران و وزیر	در پناہ نام احمد مستجیر

یعنی بادشاہوں اور وزیروں کے شر سے اس لئے محفوظ تھے کہ انہیں حضور ﷺ کے اسم گرامی کی پناہ نصیب تھی۔

نسل ایشاں نیز ھم بسیار شد	نور احمد ناصر آمد یار شد

یعنی (اس تعظیم کی بدولت) ان کی نسل بہت بڑھ گئی اور حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا نور ان کا حامی وناصر تھا (ان کے مقابل ایک دوسرا بے ادب گروہ بھی تھا)

واں گروہ دیگر از نصرانیاں	نام احمد ﷺ داشتندی مستھاں

یعنی ان نصرانیوں میں دوسرے وہ بھی تھے جو نبی اکرم ﷺ کے نام اقدس کی بے ادبی کرتے تھے۔

مستہان و خوار گشتند از فتن	از وزیر شوم رائے شوم فن

یعنی انہیں یہ سزا ملی کہ فتنوں سے خوار و ذلیل ہو گئے اور وزیر شوم سے بھی انہیں سخت اذیتیں پہنچیں۔

مستہاں وخوار گشتنداں رفیق	گشتہ محروم از خود و شرط طریق

یعنی وہ گروہ ذلیل وخوار ہوا۔ اپنی ہستی سے محروم یعنی قتل کئے گئے اور مذہب سے بھی محروم یعنی عقائد خراب ہو گئے۔

نام احمد ﷺ ایں چنیں یاری کند	تا کہ نورش چوں نگہداری کند

یعنی نبی پاک ﷺ کا نام جب ایسی مدد کرتا ہے تو اندازہ کرو کہ ان کا نور کس قدر مددگار ہوتا ہے۔

نام احمد ﷺ چوں حصاری شد حصین	تا چہ باشد ذات آں روح الامین

یعنی جب حضرت احمد مجتبیٰ ﷺ کا اسم گرامی حفاظت کے لئے مضبوط قلعہ ہے تو اس روح الامین کریم ﷺ کی ذات پاک کیسی ہوگی۔ (مثنوی، دفتر اول، صفحہ ۲۶، مطبوعہ نولکشور لکھنؤ)

فائدہ : اس سے ثابت ہوا کہ نبی اکرم ﷺ کے عشاق اور بے ادب قدیم سے چلے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ادب کرنے سے بگڑی بن جاتی ہے اور بے ادبی سے ذلت وخواری نصیب ہوتی ہے اور یہ فیصلہ ازل اور قدیم سے چلا آرہا ہے اور قیامت تک رہے گا۔ انشاء اللہ تعالی

حکایت ۵: فقیہ محمد بن البابا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھائی سے روایت ہے وہ اپنا حال بیان کرتے ہیں کہ ایک ہوا چلی کہ کنکری ان کی آنکھ میں پڑ گئی۔ نکالتے تھک گئے ہرگز نہ نکلی۔ اور نہایت شدید درد پہنچایا۔ اُنہوں نے موذن کو اشھدان محمد ا الخ کہتے ہوئے سنا تو کہا مرحبا بحبیبی و قرۃ عینی محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ و سلم تو ﴿یعنی اے میرے حبیب! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک﴾ کنکری فوراً نکل گئی۔

(المقاصد الحسنہ ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحہ ۳۸٤، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

فائدہ : حضرت زدار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: ھذا یسیرفی جنب فضائل رسول صلی اللہ علیہ و سلم

(المقاصد الحسنہ ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحہ ۳۸٤، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے فضائل کے سامنے یہ کیا چیز ہے لیکن سارا معاملہ عقیدت پر ہے۔

اگر اپنے نبی پاک ﷺ سے عقیدت نہیں تو پھر معاملہ صاف ہے۔

حکایت ٦: حضرت شمس الدین محمد بن صالح مدنی وخطیب وامام مسجد مدینہ طیبہ نے اپنی تاریخ میں حضرت امجد مصری

سے۔اُنہوں نے فرمایا جس نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم پاک اذان میں سن کر انگوٹھا اور اُنگلی کو ملائے اور انہیں بوسہ دے کر آنکھوں سے لگائے تو اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور حضرت محمد بن صالح نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی محمد بن زرندی سے بھی سنا اور پھر اپنے متعلق فرمایا: وأنا ولله الحمد و الشكر منذ سمعته منهما استعملته فلم ترمد عيني

وأرجو أن عافيتهما تدوم وأنی أسلم من العمی إن شاء الله

(المقاصد الحسنة ،الباب حرف المیم ، الجزء ١، الصفحة٢٠٣)

یعنی اللہ ہی کے لئے حمد وشکر ہے جب سے میں نے یہ عمل دونوں صاحبوں سے سنا اپنے عمل میں رکھا۔آج تک میری آنکھیں نہ دکھیں اور اُمید کرتا ہوں کہ اچھی رہیں گی اور میں کبھی اندھا نہ ہوں گا۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

فائدہ : یہ تھے سلف صالحین کے عقائد اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت۔

حکایت٧: الشیخ العالم المفسر نورالدین الخراسانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قدس سرہ الربانی کو کسی نے اذان کے وقت انگوٹھوں کو آنکھوں پر ملتے ہوئے دیکھ کر پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ میں پہلے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا تھا لیکن بعد میں چھوڑ دیا میری آنکھیں خراب ہوگئیں۔

فرأيته صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم مناما فقال لم تركت مسح عينيك عند الاذان ان اردت ان تبرأ عيناك فعد الى المسح فاستيقظت ومسحت فبرئت ولم يعاودنی مرضهما الى الأن

(نهج السلامة فی حكم تقبيل الابهامين،صفحه١٧٧)

(حاشييه علی كفاية الطالب الربانی الخ،جلد١،صفحه١٧٠،مطبوعه مصر)

یعنی تو میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا فرمایا تو نے اذان کے وقت انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا کیوں چھوڑ دیئے۔اگر تو چاہتا ہے کہ تیری آنکھیں درست ہوجائیں تو وہ عمل پھر شروع کردے۔پس میں بیدار ہوا اور یہ عمل شروع کردیا تو میری آنکھیں درست ہوگئیں اور اس کے بعد اب تک وہ مرض نہیں لوٹا۔

فائدہ : بقول دیوبندی ووہابی انگوٹھے چومنا بدعت ہے تو بدعتی کو کیوں زیارت ہوئی اور پھر اس کی بیماری جاتی رہی اور آنکھوں کی بیماری کی شفاء کا سبب بھی امام وقت انگوٹھے چومنے کو سمجھا رہیں ہیں۔ان حکایات کے علاوہ اور بھی بہت حکایات موجود ہیں صرف مشتے نمونہ خروار چند ذکر کردی ہیں اور ہمارا دعویٰ ہے کہ جو بھی اس پاک عمل کا پابند ہوجائے تو انشاء اللہ تعالی اُخروی نجات کے علاوہ دنیا میں آنکھوں کی جملہ امراض سے محفوظ و مامون ہوگا۔تجربہ شرط ہے لیکن نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیدت وخلوص ومحبت ضروری ہے ورنہ عمل بے کار اور اُلٹا قیامت میں ذلیل وخوار ہوگا۔(وماعلینا الا البلاغ)

﴿باب دوم﴾

(۱) شامی میں ہے: يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ :صَلَّى اللَّهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا :قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ثُمَّ يَقُولُ :اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إلَى الْجَنَّةِ

(ردالمحتار، کتاب الصلاۃ، الباب فائدۃالتسلیم بعد الاذان، الجز ۳،الصفحۃ۲۳۳)

یعنی جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ کہنا مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اَللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

قُهُسْتَانِيٌّ ، وَنَحْوُهُ فِي الْفَتَاوَى الصُّوفِيَّةِ .وَفِي كِتَابِ الْفِرْدَوْسِ "(مَنْ قَبَّلَ ظُفْرَيْ إبْهَامِهِ عِنْدَ سَمَاعِ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ فِي الْأَذَانِ أَنَا قَائِدُهُ وَمُدْخِلُهُ فِي صُفُوفِ الْجَنَّةِ) " وَتَمَامُهُ فِي حَوَاشِي الْبَحْرِ لِلرَّمْلِيِّ

(ردالمحتار ،کتاب الصلاۃ ،الباب فائدۃ التسلیم بعدالاذان، الجزء۳، الصفحۃ۲۳۳)

یعنی ایسا ہی کنز العباد امام قہستانی میں اور اسی کی مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے (اس کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے) کہ میں اس کا قائد بنوں گا اور اس کو جنت کی صفوں میں داخل کروں گا اور اس کی پوری بحث بحرالرائق کے حواشی رملی میں ہے۔

(۲) رئیس الفقہاء الحنفیہ علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شرح مراقی الفلاح میں یہی عبارت اور دیلمی کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی مرفوع حدیث نقل کر کے فرماتے ہیں: و کذاروی عن الخضر علیه السلام وبمثله یعمل فی الفضائل ۔ (حاشیة علی مراقی الفلاح شرح نور الإیضاح ،الجزء۱ ،الصفحة۱۱۰)

یعنی اور اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام سے بھی روایت کیا گیا ہے اور فضائل اعمال میں ان احادیث پر عمل کیا جاتا ہے۔

(۳) علامہ امام قہستانی شرح الکبیر میں کنزالعباد سے نقل کر کے فرماتے ہیں: يُسْتَحَبُّ أَنْ يُقَالَ عِنْدَ سَمَاعِ الْأُولَى مِنْ الشَّهَادَةِ :صَلَّى اللَّهُ عَلَيْك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا :قَرَّتْ عَيْنِي بِك يَا رَسُولَ اللَّهِ ، ثُمَّ يَقُولُ :اللَّهُمَّ مَتِّعْنِي بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيْ الْإِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ

السَّلَامُ يَكُونُ قَائِدًا لَهُ إِلَى الْجَنَّةِ

(ردالمحتار ،کتاب الصلاة ،الباب فائدة التسليم بعدالاذان، الجزء٣، الصفحة٢٣٣)

یعنی جان لو بلا شبہ اذان کی پہلی شہادت کے وقت سننے پر صلی اللہ تعالیٰ علیك یارسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت قرۃ عینی بك یارسول اللہ کہنا مستحب ہے۔ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن چوم کر اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع و البصر تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔

(۴) علامہ الفاضل الکامل الشیخ اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی شہرۂ آفاق تفسیر روح البیان میں لکھتے ہیں:

وفى قصص الأنبياء وغيرها أن آدم عليه السلام اشتاق إلى لقاء محمد صلى الله عليه وسلّم حين كان فى الجنة فأوحى الله تعالى إليه هو من صلبك ويظهر فى آخر الزمان فسأل لقاء محمد صلى الله عليه وسلّم حين كان فى الجنة فأوحى الله تعالى إليه فجعل الله النور المحمدى فى إصبعه المسبحة من يده اليمنى فسبح ذلك النور فلذلك سميت تلك الأصبع مسبحة كما فى "الروض الفائق "أو أظهر الله تعالى جمال حبيبه فى صفاء ظفرى ابهاميه مثل المرآة فقبل آدم ظفرى ابهاميه ومسح على عينيه فصار أصلاً لذريته فلما أخبر جبرائيل النبى صلى الله عليه وسلّم بهذه القصة قال عليه السلام " :من سمع اسمى فى الأذان فقبل ظفرى إبهاميه ومسح على عينيه لم يعم أبداً

(روح البيان ،جلد٤، صفحه٦٤٩)

یعنی قصص الانبیاء وغیرہ کتب میں ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کا اشتیاق ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہارے صلب سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو حضرت آدم نے آپ کی ملاقات کا سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کے کلمے کی اُنگلی میں نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم چمکایا تو اس نور نے اللہ کی تسبیح پڑھی اسی واسطے اس اُنگلی کا نام کلمے کی انگلی ہوا۔ جیسا کہ روض الفائق میں ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کے جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں میں مثل آئینہ کے ظاہر فرمایا تو حضرت آدم نے اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر پھیرا۔ پس یہ سنت ان کی اولاد میں جاری ہوئی پھر جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ نے فرمایا جو شخص اذان میں میرا نام سن کر اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(۵) اسی تفسیر روح البیان ،جلد٤، صفحه ٦٤٨ میں ہے: درمحیط آورده که پیغمبر صلی الله تعالیٰ علیه وسلم بمسجد درآمد و نزدیک ستون بنشت وصدیق رضی الله تعالیٰ

عنه در برابر آنحضرت نشسته بود بلال رضی اللہ تعالیٰ عنه برخاست وباذان اشتغال فرمود چوں گفت اشهدان محمد رسول اللہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنه هر دو ناخن ابہا مین خود رابرهردوچشم خود نہا ده گفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ چوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنه فارغ شد حضرت رسول اللہ ﷺ فرموده که یا ابابکر هر که بکند ایں چنیں که تو کردی خدائے بیا مرزد گنا هاں جدید اوراقدیم ۔اگر بعمد بوده باشد اگر بخطا۔ (تفسیر روح البیان ،جلد ٤، صفحه ٦٤٨)

یعنی محیط میں آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے ۔حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ کے برابر بیٹھے تھے ۔حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُٹھ کر اذان دینا شروع کی جب اُنہوں نے اشهدان محمد رسول الله کہا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دونوں انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی دونوں آنکھوں پر رکھا اور کہا قرۃ عینی بك یارسول الله ۔ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان دے چکے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص ایسا کرے جیسا کہ تم نے کیا ہے خدا تعالیٰ اس کے گناہوں کو بخش دے گا۔

(٦) حضرت شیخ إمام أبو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجته در قوت القلوب روایت کرده ازابن عیینه رحمه اللہ که حضرت یغمبر علیه الصلاۃ والسلام بمجسد در آمد دردهه محرم وبعد ازآنکه نماز جمعه ادا فرموده بود نزدیک اسطوانه قرار کرفت وابو بکر رضی اللہ عنه بظهر ابهامین شم خودرا مسح کرد و کفت قرۃ عینی بک یا رسول اللہ وون بلال رضی اللہ عنه ازاذان فراغتی روی نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلّم فرمود که ای ابا بکر هر که بکوید آنه تو کفتی ازروی شوق بلقای من وبکند آنه تو کردی خدای در کذارد کناهان ویرا انه باشد نوو کهنه خطا وعمد ونهان واشکارا

(تفسیر روح البیان، سورۂ احزاب، جلد٧، صفحه١٧٨)

یعنی اور حضرت شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی اللہ ان کے درجات بلند کرے اپنی کتاب قوت القلوب میں ابن عیینہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نمازِ جمعہ ادا کرنے کے لئے محرم کی دسویں تاریخ کو مسجد میں تشریف لائے اور ایک ستون کے قریب بیٹھ گئے ۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اذان میں حضور ﷺ کا نام سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو اپنی آنکھوں پر پھیرا اور کہا قرۃ عینی بك یارسول الله جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص تمہاری طرح میرا نام سن کر انگوٹھے آنکھوں پر پھیرے اور جو تم

نے کہاوہ کہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے تمام نئے اور پرانے، ظاہر و باطن سب گناہوں سے درگزر فرمائے گا۔

(۷) امام سخاوی، شمس الدین امام محمد بن صالح مدنی کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا میں نے حضرت مجد مصری کو جو کاملین صالحین میں سے تھے فرماتے سنا کہ من صلى على النبى صلى الله عليه وسلم إذا سمع ذكره فى الأذان وجمع أصبعيه المسبحة والإبهام وقبلهما ومسح بهما عينيه لم يرمد أبدا

(كشف الخفاء ،الباب الجزء٢ ، الجزء٢ ، الصفحة٢٠٧) (المقاصد الحسنة، صفحه ٣٨٤)

(تذكرة الموضوعات ،الباب تذكرة الموضوعات، الجزء١، الصفحة٣٤)

یعنی جو شخص نبی کریم ﷺ کا ذکر پاک اذان میں سن کر درود بھیجے اور کلمہ کی انگلیاں اور انگوٹھے ملا کر ان کر بوسہ دے اور آنکھوں پر پھیرے اس کی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی۔

(۸) یہی امام سخاوی ان ہی امام محمد بن صالح کی تاریخ سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا عراق کے بہت سے مشائخ سے مروی ہوا ہے کہ جب انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر پھیرے تو یہ درود شریف پڑھے: صلى الله تعالىٰ عليك ياسيد ى يارسو ل الله ياحبيب قلبى ويا نور بصرى ويا قرة عينى ۔ انشاء الله تعالى

(المقاصد الحسنه ، حرف الميم ،حديث ١٠٢١، صفحه ٣٨٤، مطبوعه دارالكتب العلمية بيروت لبنان)

یعنی کبھی آنکھیں نہ دکھیں گی اور یہ مجرب ہے۔اس کے بعد امام مذکور فرماتے ہیں کہ جب سے میں نے یہ سنا ہے یہ مبارک عمل کرتا ہوں آج تک میری آنکھیں نہ دکھی ہیں اور نہ انشاء اللہ دکھیں گی۔

(۹) شافعی مذہب کی مشہور کتاب اعانة الطالبين على احل الفاظ "كفايت الطالب الربانى لرسالة ابن ابى زيد ايقردانى" کے صفحہ ۱۶۹ پر ہے کہ جب اذان میں حضور اکرم ﷺ کا نام پاک سنے تو درود پاک پڑھے

ثم يقبل ابهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد۔

(اعانة الطالبين على احل الفاظ "كفايت الطالب الربانى لرسالة ابن ابى زيد ايقردانى،صفحه ١٦٩)

یعنی پھر انگوٹھے چومے اور آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا اور نہ کبھی آنکھیں دکھیں گی۔

(۱۰) علامہ امام سخاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دیلمی کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لما سمع قول المؤذن أشهد أن محمد رسول الله قال هذا وقبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى الله عليه وسلم :من فعل مثل ما فعل خليلى فقد حلت عليه شفاعتى

(المقاصد الحسنة ،الباب حرف الميم ، الجزء١، الصفحة٢٠٣)

(تذكرة الموضوعات ،الباب تذكرة الموضوعات، الجزء١ ، الصفحة٣٤)

یعنی جب مؤذن کو اشهدان محمد رسول الله کہتے ہوئے سنا تو یہی کہا اور اپنی انگشتانِ شہادت کے پورے جانب

زیریں سے چوم کر آنکھوں سے لگائے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جو میرے اس پیارے دوست کی طرح کرے گا میری شفاعت اس کے لئے حلال ہوگئی۔

(۱۱) یہی امام سخاوی حضرت ابوالعباس احمد بن ابی بکر داد الیمانی کی کتاب ''موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرۃ'' سے نقل فرماتے ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا

من قال حین یسمع المؤذن یقول أشھد أن محمداً رسول اللہ :مرحباً بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم یقبل ابھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یرمد أبداً

(المقاصد الحسنۃ ،الباب حرف المیم ، الجزء۱، الصفحۃ۲۰۳)

(کشف الخفاء ،الباب الجزء۲، الجزء۲، الصفحۃ۲۰۷۔۲۰۶)

یعنی جو شخص موذن سے اشھدان محمد رسول اللّٰہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللّٰہ ﷺ ﴿یعنی اے میرے حبیب! مرحبا آپ کا اسم گرامی محمد بن عبداللہ (ﷺ) ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک﴾ پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(۱۲) یہی امام سخاوی فقیہ محمد بن سعید خولانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا علیہ السلام من قال حین یسمع المؤذن یقول أشھد أن محمداً رسول اللہ مرحباً بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقبل إبھامیہ ویجعلھما علی عینیہ لم یعم ولم یرمد۔

(المقاصد الحسنۃ ،الباب حرف المیم ، الجزء۱، الصفحۃ۲۰۳)

یعنی جو شخص موذن سے اشھدان محمد رسول اللّٰہ سن کر کہے مرحبا بحبیبی وقرۃ عینی محمد بن عبداللّٰہ ﷺ پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے وہ کبھی اندھا نہ ہوگا اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دکھیں گی۔

(۱۳) یہی امام سخاوی امام طاؤس سے نقل فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے شمس الدین محمد بن ابی نصر بخاری خواجہ حدیث سے یہ حدیث مبارک سنی فرمایا: من قبل عند سماعہ من المؤذن کلمۃ الشھادۃ ظفری ابھامیہ ومسھما علی عینیہ وقال عند المس اللھم احفظ حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ونورھما لم یعم

(المقاصد الحسنہ ، حرف المیم ،حدیث ۱۰۲۱، صفحہ ۳۸۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان)

(کشف الخفاء ،الباب الجزء۲، الجزء۲ ، الصفحۃ۲۰۷)

یعنی ہر شخص مؤذن سے کلمہ شہادت سن کر انگوٹھوں کے ناخن چومے اور آنکھوں پر پھیرے اور یہ پڑھے اللھم احفظ

حدقتی ونورھما ببرکۃ حدقتی محمد رسول اللہ ﷺ ونورھما ﴿یعنی اے اللہ! میری آنکھوں کی حفاظت فرما اور انہیں منور فرما نبی کریم ﷺ کی مبارک آنکھوں اوران کے نور کی برکت سے۔﴾ وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔

(۱۴) شیخ المشائخ، رئیس المحققین، سید العلماء الحنفیہ بمکۃ المکرّمہ مولانا جمال الدین عبداللہ بن عمر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے فتاویٰ میں فرماتے ہیں: سئلت عن تقبیل الابھامین و وضعھما علی العینین عندذکر اسمہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان، ھل ھو جائز ام لا،اجبت بمانصہ نعم تقبیل الابھامین و وضعھما علی العینین عند ذکر اسمہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم فی الاذان جائز،بل ھو مستحب صرح بہ مشایخنا فی غیر ماکتاب

(فتاویٰ جمال بن عبداللہ عمر مکی بحوالہ فتاویٰ رضویہ جدید،جلد ٥،صفحہ٤٣٦،مطبوعہ لاھور)

(منیرالعین فی حکم تقبیل الابھامین)

یعنی مجھ سے سوال ہوا کہ اذان میں حضور اکرم ﷺ کے اسم مبارک کے ذکر کے وقت انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر رکھنا جائز ہے یا نہیں؟ میں نے ان لفظوں سے جواب دیا کہ ہاں اذان میں حضور اکرم ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں سے لگانا جائز بلکہ مستحب ہے۔ ہمارے مشائخ مذہب نے اس کے مستحب ہونے کی تصریح فرمائی ہے۔

(۱۵) مولانا عبدالحئی لکھنوی کا فتویٰ

سوال: ناخنہائے ہردودست برچشم نہادن ہنگام شنیدن نام آں سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم در آذان چہ حکم دارد۔

یعنی اذان میں سرورِ کائنات ﷺ کے نام مبارک کے سنتے وقت دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) آنکھوں پر رکھنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب:بعض فقہامستحب نوشۃ اند، وحدیثے ھم دریں باب نقل میسازند مگر صحیح نیست، ددرامر مستحب فاعل وتارك ھر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند درجامع الرموز می آرد اعلم انہ یستحب ان یقال عندسماع الاول من الشھادۃ صلی اللہ علیك یارسول اللہ وعند سماع الثانیۃ قرۃ عینی بك یارسول اللہ ثم یقال اللھم متعنی بالسمع والبصر وبعدہ وضع ظفر الیدین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون قائد الہ الی الجنۃ۔

(مجموعہ فتاوی، باب مایتعلق بالاذان،جلد٣، صفحہ٤٧،لکھنؤ مطبع یوسفی ١٣٤٥ھ)

یعنی بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے اوراس کے بارے میں حدیثیں بھی نقل کی ہیں مگر وہ صحیح نہیں ہیں اور مستحب کام

کرنے اور نہ کرنے والا دونوں ملامت اور طعن و تشنیع نہیں ہیں اور جامع الرموز میں ہے کہ بلاشبہ اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یارسول اللہ اور دوسری کے سننے پر **قرة عینی بك یارسول اللہ** کہنا مستحب ہے پھر کہے اے اللہ میری سمع و بصر نفع پہنچا اور پھر دونوں ہاتھوں کے ناخنوں کو (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے تو ایسا کرنے والے کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زیر سایہ جنت میں لے جائیں گے۔

(۱۶) جلالین شریف، حاشیہ ۱۳ مطبوعہ اصح المطابع کراچی، صفحہ ۱۵۸ زیرِ آیت صلوٰۃ بہت عبارات نقل کیں۔ منجملہ قوت القلوب از شیخ امام ابو طالب محمد بن علی المکی رفع اللہ درجتہ کی عبارت بھی ہے فرمایا:

روایت کردہ اند کہ حضرت پیغمبر علیہ السلام بمسجد در آمد وابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ظفر ابہا مین چشم خودرا مسح کرد و گفت قرۃ عینی بک یارسول اللہ وچوں بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ از اذان فراغتے روئ نمود حضرت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرمود کہ ابوبکر ہر کہ بگوید آنچہ تو بگفتی ازروئے من وبکند آنچہ تو کردی خدادر گزار د گنا ہاں وے را آنچہ باشد نو کہنہ خطا و عمدو نہاں وآشکار ادر مضمرات بریں وجہ نقل کردہ۔

(جلالین شریف ،حاشیہ ۱۳، صفحہ ۱۵۸ زیرِ آیت صلوٰۃ اصح المطابع،مطبوعہ کراچی)

یعنی روایت کی گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دونوں ناخنوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ جب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سے فارغ ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر جو شخص اس طرح کرے جیسا کہ تو نے کیا ہے تو خدا تعالیٰ کے نئے اور پرانے خطاء اور عمداً پوشیدہ اور ظاہر سب بخش دے گا۔

(مضمرات میں اسی طریقہ سے نقل کیا ہے)

اس کے بعد محشی جلالین حدیث تقبیل ابہامین پر جرح قدح کر کے اپنا فیصلہ سناتے ہیں: **فکون الحدیث المذکور غیر مرفوع لایستلزم ترك العمل بمضمونه وقد اصاب القهستانی فی القول باستحبابه**

(تفسیر روح البیان، سورۂ احزاب، جلد ۷، صفحہ ۱۷۸)

یعنی حدیث تقبیل ابہامین اگرچہ مرفوع نہ ہو تب بھی اس کے مضمون سے ترک کے استحباب لازم نہیں آتا اس مسئلہ میں امام قہستانی مصیب ہیں کہ انہوں نے تقبیل ابہامین کو مستحب قرار دیا۔

اس کے بعد محشی جلالین "قوت القلوب" کے مصنف عالی شان کا درجہ علمی ایک بہت بڑے شیخ المشائخ کی سند سے پختہ کرتے ہیں کہ و کفانا کلام الإمام المکی فی کتابه فإنه قد شهد الشیخ السهروردی فی "عوارف بوفور علمه و کثرة حفظه وقوة حاله وقبل جمیع ما أورده فی کتابه المعارف" "قوت القلوب"۔

(تفسیر روح البیان، سورۂ احزاب، جلد۷، صفحه۱۷۸)

یعنی اس تقبیل ابہامین کے مسئلہ میں ہمیں امام کا قول "قوت القلوب" میں درج کردہ کافی ہے۔اس لئے امام مکی وہ بزرگ ہیں جن کی قوت علمی و عملی اور حفظ وفرت کا اقرار شیخ المشائخ امام شہاب الدین سہروردی قدس سرہٗ عوارف المعارف میں فرما چکے ہیں بلکہ فرمایا کہ جو کچھ امام مکی نے قوت القلوب میں درج فرمایا ہے سب حق ہے۔

پھر محشی جلالین مذکور کہتا ہے: ولقد فصلنا الکلام واطنبناه لان بعض الناس ینازع فیه لقلة علمهٖ

یعنی اس مسئلہ میں کلام طویل کردیا اس کی صرف وجہ یہ ہے کہ بعض لوگ کم علمی کی وجہ سے اس مسئلہ میں جھگڑا کرتے ہیں۔

جلالین کی طباعت واشاعت اصح المطابع کے مالک نور محمد نے نہایت اعلیٰ اہتمام وانتظام سے کی اس کے حواشی خود لکھے یا کسی سے لکھوائے۔وہ خود دیوبندی تھا چنانچہ اپنے آپ کو اشرف علی تھانوی کا خلیفہ مجاز بتاتا ہے بہرحال جو کچھ بھی ہے منکرین مسئلہ کی خوب تردید فرمائی۔

(۱۷) علامہ محدث طاہر فتنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "تکمله بحارالانوار" میں حدیث کو صرف لا یصح لکھ کر لکھتے ہیں:

وروی تجربة عن کثیرین

(خاتمه مجمع بحار الانوار،فصل فی تعینی بعض الاجابت المشتهرة الخ ، جلد۳،صفحه ۵۱۱ نو لکشور لکهنؤ)

یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئی ہیں۔

(۱۸) مرقات شرح مشکوٰۃ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خوب وضاحت فرمائی اور پھر موضوعاتِ کبیر میں تو مسئلہ کو بالکل صاف کردیا ہے اس کی بحث آئے گی۔

نتیجه: انگوٹھے چومنے کا مسئلہ جس طرح احادیث سے ثابت ہے اس طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی ثابت ہے خواہ وہ فقہاء حنفی ہوں یا شافعی یا مالکی چنانچہ مذکورہ عبارات میں ہر سہ مذاہب کے علماء تھے اور جن کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱)قوت القلوب از امام ابوطالب مکی (۲)روح البیان (۳)حاشیه جلالین (۴)رد المحتار شا می (۵)انجیل برنباس (۶)فتاویٰ جواهر (۷)فتاویٰ سراج المنیر (۸)فتاویٰ صوفیه (۹)فتاویٰ مفتاح الجنان (۱۰)نعم الانتباه (۱۱)صلوٰة مسعودی (۱۲)مثنوی مولانا روم (۱۳)جامع الرموز (۱۴)شرح نقایه (۱۵)کنزالعباد (۱۶)موضوعات کبیر ملاعلی قاری (۱۷)المقاصد الحسنة (۱۸)دیلمی فی الفردوس (۱۹)موجبات الرحمة وعزائم المغفرت (۲۰)تاریخ محمد بن صالح المدنی (۲۱)فتاویٰ جمال مکی (۲۲)تکمله مجمع بحارالانوار ملا طاهر محدث فتنی (۲۳)قهستانی حواشی رملی علیٰ بحر الرائق (۲۴)المضمرات (۲۵)اعانة الطالبین فقه شافعی (۲۶)شرح کفاية الطالب الربانی (مالکی فقہ) (۲۷)طحطاوی حاشیه مراقی الفلاح علیٰ نور الایضاح (۲۸)تذکرة الموضاعات سید تکلان (۲۹)فتاویٰ عبدالحئی (۳۰)محیط (۳۱)خزانة الروایات (۳۲)مقدمة الصلوٰة (۳۳)تهذیب الصلوٰة (۳۴)جواهر محددیه (۳۵)خطب مولانا عبدالقدوس (۳۶)بستان المحدثین (۳۷)موضوعات کبیر (۳۸)مرقات شرح مشکوٰة وغیره وغیره۔

ان کے علاوہ بہت سی کتابوں کے حوالہ سیدی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ نے ارشادفرمائے ہیں۔

ان میں بعض وہ کتابیں ہیں جن سے مجھے براہ راست مطالعہ کا شرف حاصل ہوا اور اکثر وہ ہیں جو اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت سیدی احمد رضا قدس سرہ سے استفاضہ واستفادہ کیا۔ان میں بعض کتابیں نہایت زمانہ قدیم کی ہیں جن پر وہابیہ دیوبندیہ کو پورا ایمان ہے۔

چیلنج: ہم نے بہت بڑی کتب سے احادیث وفقہ کی عبارات کا حوالہ دے کر مسئلہ کے حل کا ثبوت دیا ہے۔اگر وہابیہ دیوبندیہ کو جرأت ہے تو اس کی نفی میں احادیث اور متقدمین فقہاء کی کتب سے صرف ایک حوالہ پیش کریں تو فی حوالہ ایک صدروپیہ نقد وصول کریں ورنہ ہمارے پیش کردہ حوالہ جات کے ایک ایک حوالے کا جرمانہ ادا کریں۔

خاتمه

اعتراضات وجوابات: فتاویٰ امداد یہ میں مولوی اشرف علی تھانوی نے لکھا کہ اول تو اذان ہی انگوٹھے چومنا کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اور جو کچھ بعض لوگوں نے اس بارے میں روایت کیا ہے وہ محققین کے نزدیک ثابت نہیں چنانچہ شامی بعد نقل اس عبارت کے لکھتے ہیں: وذکر ذلك الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من

كل هذا شئى انتهى۔ [1] ﴿یعنی جراحی نے اس بحث کا طویل ذکر کیا ہے پھر کہا ان میں سے کوئی حدیث مرفوع درجۂ صحت کو نہیں پہنچی انتہی۔﴾ اس کے آگے چل کر ایک اپنی طرف سے منیہہ درج کرتا ہے: وقلت واما الموقوف فانه وان كان منقولاً لكن مع ضعف اسناد ليس فيه كون هذا العمل طاعة بل هو رقية للحفظ عن رمد والعوام يفعلونه باعتقاد كونه طاعة [1] ﴿یعنی رہی موقوف حدیث تو وہ اس سلسلہ میں اگرچہ منقول ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہونے کے ساتھ اس میں یہ نہیں ہے کہ یہ عمل عبادت وطاعت ہے بلکہ یہ صرف آنکھوں کے دکھنے کا علاج ہے اور عوام اسے عبادت سمجھتے ہوئے بجالاتے ہیں۔﴾

[1] (ردالمحتار على درالمختار ، باب الاذان، مطبوعه مجتبائى دهلى، جلداول، صفحه ۲۶۷)

(فتاویٰ امدادیه ،جلد ٤ ، صفحه٥٨_٥٧)

خلاصہ سوال یہ ہے کہ انگوٹھے کی روایت کسی معتبر روایت سے ثابت نہیں اگر کہیں ثبوت ملتا ہے تو اسے محققین نہیں مانتے ہیں۔ اگر حدیث موقوف کہیں ملتی ہے تو وہ ضعیف ہے اور باقی رہا فقہاء کا عمل وہ بھی طاعت سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ آنکھ کی بیماری کی حفاظت کا منتر سمجھ کر عمل کرتے ہیں اور عوام کا کیا کہنا وہ اگر طاعت کریں تو ان کا کوئی اعتبار نہیں۔

الجواب: چوری کے وقت تین حیثیتیں ملحوظ ہوتی ہیں۔ (۱) کس کی چوری کی گئی (۲) کتنی چوری ہوئی (۳) چور کیسا ہے۔ پھر آگے اگر ہر سہ حیثیتیں بالا ہوں تو تفتیش کے لئے کسی بڑے مردِ میدان کی ضرورت ہوتی ہے یہاں بھی ایسے ہے۔

(۱) شانِ رسالت کے وقار کی چوری ہوئی (۲) چوری کا اندازہ میدانِ حشر میں ہوگا (۳) مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کا مجدد۔ یہ ایک سنگین مقدمہ ہے اس کی تفتیش ہم سے نہیں ہوسکے گی۔ ہم نے شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہ کے نام نامی اسم گرامی کو چنا یعنی ذیل کی تحقیق

میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا رفع حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے کافی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں تم پر لازم کرتا ہوں اپنی سنت اور خلفائے راشدین کی سنت۔

معلوم ہوا کہ حدیث موقوف صحیح ہے کیونکہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک اس کا رفع ثابت ہے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ چنانچہ مخالفین کے سردار مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مولوی رشید احمد گنگوہی فرماتے ہیں

جس کے جواز کی دلیل قرونِ ثلاثہ میں ہو خواہ وہ جزئیہ بوجوہ خارجی ان قرون میں ہوا یا نہ ہوا اور خواہ اس کی جنس کا وجود خارج میں ہوا یا نہ ہوا ہو وہ سب سنت ہے۔ (براهين قاطعه ،صفحه٤٨)

دیوبندیوں کے اس قاعدہ سے ثابت ہوا کہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اذان میں نامِ اقدس سن کر انگوٹھے چومنا سنت ہے کیونکہ ملاعلی قاری کی عبارت سے قرونِ ثلاثہ میں اس کی اصل متحقق ہوگئی پھر اس کو بدعت وغیرہ کہنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نکتہ: شرع مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ خصوص کی نفی سے عموم کی نفی نہیں ہوا کرتی (اس قاعدہ کی وضاحت فقیر اُویسی غفرلہٗ نے اصول قرآن المعروف احسن البیان میں کی ہے) مثلاً ہم کہہ دیں کہ فلاں مولوی صاحب قطب نہیں تو اس کا معنی جاہل سے جاہل بھی یہ نہ سمجھے گا کہ مولوی صاحب کافر ہیں۔صرف یہ سمجھے گا کہ چونکہ قطبیت بلند درجہ ہے اس لئے مولوی صاحب قطب نہیں تو صالح مومن ضرور ہوں گے اسی طرح لایصح کا مطلب ہے کہ اگر یہ حدیث صحیح کے اعلیٰ مرتبہ کو نہیں پہنچی تو موضوع تو ہرگز نہیں کہ جس پر عمل کرنا گناہ ہو بلکہ صحیح حدیث نہیں جس سے مسئلہ کی قطعیت ثابت نہیں ہوسکے۔

سوال: اگر یہ احادیث بے غبار تھیں تو پھر متقدمین لایصح کیوں کہتے آئے؟

جواب: فقہ کا دارومدار قرآن واحادیث پر ہے اور فقہاء کرام نے اپنے مسائل ان احادیث سے مستنبط کئے جو درجہ صحت کو پہنچی ہے چنانچہ اس پر ہم آگے چل کر گفتگو کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ اگر اس درجہ سے گھٹ گئیں تو جتنا درجہ کم ہوتا گیا اتنا ہی مسئلہ کی اہمیت گھٹتی گئی یہاں تک کہ ضعاف سے مستحبات ثابت کئے۔تقبیل ابہامین چونکہ بظاہر اہمیت رکھتا تھا کہ ایک طرف تو اسے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے تعلق تھا دوسری طرف اس کے علاج سے بھی واسطہ اور وہ بھی آنکھوں سے تو ان کے سامنے خصوصی طور پر ان احادیث کی چھان بین کی تو ان کے سامنے ان احادیث کو صحاح کا درجہ نہ مل سکا تو اُنہوں نے کہہ دیا کہ مسئلہ کی اگرچہ اہمیت بالاتر ہے لیکن یہ احادیث اس درجہ تک نہیں پہنچیں کہ انہیں صحیح کہا جاسکے۔فلہٰذا اس مسئلہ کو مستحبات میں رکھا جائے چنانچہ تمام فقہاء احناف وشوافع وغیرہ ہم اس کے استحباب کے قائل ہیں۔خلاصہ کلام یہ کہ "احادیث تقبیل ابھامین" میں "لایصح" محدثین کی اصطلاح کے مطابق یہ احادیث صحیح نہیں ہیں تو موضوع بھی نہیں۔جب موضوع نہیں تو مسئلہ کے استحباب کے لئے ان سے استدلال جائز ہے۔

سوال: احادیث میں بعض راوی مجہول ہیں۔

جواب: کسی راوی کے مجہول ہونے سے حدیث موضوع و بے کار نہیں ہوجاتی صرف اتنا ہوتا ہے کہ وہ حدیث ضعیف ہوجاتی ہے اور ضعیف فضائل اعمال میں مقبول ہے کماسیجئی۔ ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری رسالہ فضائلِ شعبان میں فرماتے ہیں کہ جھالة بعض الرواة لایقتضی کون الحدیث موضوعاً وکذا انکارة الالفاظ فینبغی ان یحکم علیه بانه ضعیف ثم یعمل بالضعیف فی فضائل الاعمال۔

(رسالہ فضائل نصف شعبان،صفحہ ۲۲، مترجم عباس رضوی لاہور، مرکز تحقیقات اسلامیہ ۲۰۰۲ء)

یعنی بعض راویوں کا مجہول کے الفاظ کا بے قاعدہ ہونا یہ نہیں چاہتا کہ حدیث موضوع ہو ہاں ضعیف کہو پھر فضائل اعمال میں ضعیف پر عمل کیا جاتا ہے۔

نہ صرف ایک راوی کی جہالت سے بلکہ متعدد مجہولوں کا ہونا بھی حدیث میں صرف ضعف کا مورث ہے

كذا قال العلامة الزرقانی فی شرح المواهب اللدنية فی حديث احياء الابوين الكريمين۔

(شرح زرقانی علی المواهب، باب وفات انه وما يتعلق بابويه ﷺ، جلد ۱،صفحه۱۹۶،

مطبوعه مطبعة عامره مصر)

اس کے علاوہ شاہ احمد رضا بریلوی قدس سرہ نے اسی مقام پر اصول حدیث کے مطابق طویل بحث فرمائی ان کے رسالہ منیر العین کی ممنون احسان ومرہون منت ہے اور کچھ راقم کے اپنے اضافے بھی مگر معمولی۔

(۱) متقدمین سلف صالحین کسی ایک مسئلہ کو بھی تشنۂ تکمیل نہیں چھوڑ گئے۔ منجملہ مسئلہ ہذا سے کہ جہاں بھی تنقید وتنقیح ہوئی صرف لایصح وغیرہ استعمال فرمایا اور محدثین کا کہیں بھی ایسے لکھ دینے سے یہ مطلب سمجھنا کہ یہ حدیث بالکل بیکار ہے جہالت کا ثبوت دینا ہے مثلاً حدیث شریف میں ہے: قَالَ نَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَنْتَعِلَ الرَّجُلُ قَائِمًا

(سنن ابن ماجه ، كتاب اللباس،الباب فی الانتعال قائما، الجزء ۱۰، الصفحة ۴۹۰،حديث۳۶۰۸)

یعنی نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو کر جوتا پہننے سے روکتے تھے۔

اس کو ترمذی نے جابر وانس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا اور کہا كلا الحديثين لايصح عند اهل الحديث

(جامع الترمذی ، باب ماجاء فی كراهية المشی فی النعل الواحدة ، جلد ۱ صفحه۲۰۹،

مطبوعه آفتاب عالم پريس لاهور)

یعنی دونوں حدیثیں محدثین کے نزدیک صحیح نہیں۔

یہاں بھی لایصح آیا ہے۔اب دیوبندیوں کو چاہیے کہ جسے جوتا پہننے میں دقت ہوتی ہے اسے کھڑے ہو کر پہنیں کیونکہ اس میں لفظ لایصح آیا ہے۔نتیجہ نکلا کہ "لایصح" میں اشارہ ہوتا ہے کہ یہ حدیث درجہ صحیح (جوان کی ایک حکم بلند پایہ حدیث ہے) کے پایہ تک نہیں پہنچی۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی شرح مستقیم میں فرماتے ہیں:

بعدم صحت کردن بحسب اصطلاح محدثین غرابت ندارد چه صحت درحدیث چنانچه درمقدمه معلوم شددرجه اعلٰی ست دائره آں تنگ ترجمیع احادیث که درکتب مذکور ست، حتی دریں شش کتاب که آنرا صحاح سته گویند هم به اصطلاح ایشاں صحیح نیست،بلکه تسمیه آنها صحاح باعتبار تغلیب است

(شرح صراط المستقيم لعبد الحق المحدث الدهلوی، صفحه۵۰۲ ، مكتبه نوريه رضويه سكهر)

یعنی اصطلاحِ محدثین میں عدمِ صحت کا ذکر غرابت کا حکم نہیں رکھتا کیونکہ حدیث کا صحیح ہونا اس کا اعلیٰ ترین درجہ ہے جیسا کہ مقدمہ میں معلوم ہو چکا ہے اور اس کا دائرہ نہایت ہی تنگ ہے تمام احادیث جو کتابوں میں مذکور ہیں حتیٰ کہ ان چھ کتب میں بھی جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے۔ محدثین کی اصطلاح کے مطابق صحیح نہیں ہیں بلکہ ان کو تغلیباً صحیح کہا جاتا ہے۔

جب حدیث صحیح نہ ہو یعنی **لا یصلح** کہا جاوے تو اس میں یہ ضرور ثابت ہوگا کہ نیچے والے درجات میں سے کوئی درجہ ضرور ہے مثلاً نحو میں مفاعیل پانچ ہیں اور **کرھت کراھتی** جیسی مثال میں کہہ دیں کہ **کراھتی لیس** بمفعول مطلق اب اس کا مطلب صاف ہے کہ اگر یہ مفعول مطلق نہیں تو باقی چار درجات میں اگر وہ **لا یصلح** صحیح نہیں تو صحیح لغیرہ ہوگی یا حسن لذاتہٖ ہوگی یا حسن لغیرہٖ ہوگی یہاں تک کہ کہہ دیں کہ ضعیف ہوگی یا موضوع۔ احادیث میں اعلیٰ درجہ صحیح کا اور سب سے گھٹیا درجہ موضوع کا۔ ہمارا دعویٰ ہے کہ **تقبیل ابھامین** کی حدیثیں موضوع ہرگز ہرگز نہیں۔ اگر ہیں تو ضعیف ہوں گی چنانچہ اس تقریر کی تائید میں ملا علی قاری کی درج ذیل عبارت ہے: **وقول من یقول فی حدیث انه لم یصح ان سلم لم یقدح لان الحجیة لا تتوقف علی الصحة بل الحسن کاف کذافی المرقاة شرح المشکوٰة۔**

(مرقاة شرح مشکوٰة ، الفصل الثانی، باب مالایجوز من العمل فی الصلاة، جلد ۳، صفحه ۱۸، مطبوعه مکتبه امدادیه ملتان)

یعنی حدیث کی نسبت کسی کہنے والے کا یہ کہنا کہ وہ صحیح نہیں اگر مان لیا جائے تو کچھ حرج نہیں ڈالتا کیونکہ حجت کچھ صحیح ہونے پر موقوف نہیں بلکہ حدیث حسن کافی ہے۔

اس کے متعلق صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ محدثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق فرمانا کہ صحیح نہیں اس کے معنی یہ نہیں ہوتے کہ غلط و باطل ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ صحت کے اس درجہ کو نہیں پہنچی جسے محدثین اپنی اصطلاح میں درجہ صحت کہتے ہیں۔ یاد رکھئے! اصطلاح محدثین میں حدیث کا سب سے اعلیٰ درجہ صحیح اور سب سے بدتر موضوع ہے اور وسط میں بہت سے اقسام ہیں جو درجہ بدرجہ مرتب ہیں صحیح کے بعد حسن کا درجہ ہے لہٰذا نفی صحت حسن کو مستلزم نہیں بلکہ اگر ضعیف بھی ہو تو فضائل اعمال میں حدیث ضعیف بالا جماع مقبول ہے اور ان احادیث کے متعلق محدثین کا لا یصح فی المرفوع یعنی یہ تمام احادیث حضور اکرم ﷺ تک مرفوع ہو کر صحیح ثابت نہ ہوئیں فرمانا ثابت کرتا ہے کہ یہ احادیث موقوف صحیح ہیں۔ چنانچہ علامہ امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: **وإذا ثبت رفعه إلى الصديق**

فیکفی العمل به لقوله علیه الصلاۃ والسلام علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین

(کشف الخفاء، الجزء۲، الصفحة۲۰٦) (موضوعاتِ کبیر ،صفحہ٦٤)

یعنی جب اس کا مرفوع ہونا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ثابت ہے تو عمل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے تم پر میری اور میرے خلفاءِ راشدین کی سنت لازم ہے۔

فائدہ : اہلِ علم کے عمل کر لینے سے بھی حدیث صحیح ہونے کا درجہ پاتی ہے اگر چہ سنداًوہ حدیث ضعیف ہو۔

قال السیوطی فی التعقبات قد صرح غیر واحد بان من دلیل صحۃ الحدیث قول اھل العلم به وان لم یکن له اسناد یعتمد علیٰ مثله

(التعقبات علی الموضوعات ، باب الصلوٰۃ، صفحہ ١٢ ، مکتبہ اثریہ سانگلہ ھل)

یعنی علماء نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگر چہ اس کے لئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

فائدہ : یہ ارشاد احادیث احکام کے بارے میں ہے جہاں صحت حدیث کی سخت ضرورت ہے کما مر آنفاً پھر احادیث فضائل ہی ہیں۔

احادیث تقبیل ابھامین کے عاملین اگر شمار کئے جائیں تو تقریباً ہر صدی میں بے شمار ایسے اقطاب واغوات بھی ملیں گے جن کے صدقے کا کارخانہ عالم کو بقا ہے۔

فائدہ : کسی نیک فعل کو ثواب کی نیت سے کیا جائے تو اس میں اجر وثواب ہے اگر چہ وہ فعل درجہ صحت تک نہ پہنچا ہو۔

من بلغه عن الله شیء فیه فضیلة فعمل به إیماناً به ورجاء ثوابه أعطاه الله ذلك وإن لم یکن کذلك

(المقاصد الحسنة ،الباب حرف اللام ، الجزء١، الصفحة١٨٢)

(کنزالاعمال ، الجزء١٥، الصفحة١٧٩١)

یعنی جسے اللہ تعالیٰ سے کسی بات میں کچھ فضیلت کی خبر پہنچے وہ اپنے یقین اور ثواب کی اُمید سے اس بات پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اسے وہ فضیلت عطا فرمائے گا اگر چہ وہ خبر ٹھیک نہ ہو۔

کذاقال الحسن فی جزء حدیث و ابو الشیخ فی مکارم الاخلاق والکامل الحجدری وعبدالله ابن محمد البغوی وابن حبان وابن عمر بن عبدالبر فی کتاب العلم وابو احمد ابن عدی الکامل وغیرهم وقال علیه السلام ماجاء کم عنی من خیر قلته اولم اقله فانی اقوله وماجاء کم عنی من

شرفانی لا اقول الشر ا۔

ا(مسند امام احمد بن حنبل مرویات ابی هریره، جلد۲، صفحه ۳٦۷، مطبوعه دارالفکر بیروت)

تمہیں جس بھلائی کی مجھ سے خبر پہنچے خواہ میں نے فرمائی ہو یا نہیں میں اسے فرماتا ہوں اور جس بُری بات کی پہنچے تو میں بری بات نہیں فرماتا۔

حکایت: حمزہ بن عبدالمجید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خواب میں حطیم کعبہ معظّمہ میں دیکھا عرض کیا یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم میرے ماں باپ حضور پر قربان ہمیں حضور سے حدیث پہنچی ہے کہ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا ہے جو شخص کوئی حدیث ایسی سنے جس میں کسی ثواب کا ذکر ہو وہ اس حدیث پر بامید ثواب عمل کرے اللہ عزوجل اُسے وہ ثواب عطا فرمائے گا اگرچہ حدیث باطل ہو۔ حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہاں قسم اس شہر کے رب کی بیشک یہ حدیث مجھ سے ہے۔ (کذاقال الخلعی فی فوائده)(منیر العین)

واقعی صحیح ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۙ (پارہ ۱۱، سورۃ التوبہ، آیت ۱۲۰)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا۔

اور فرماتا ہے: اَنِّىۡ لَاۤ اُضِيۡعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنۡكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ اَوۡ اُنۡثٰى ۚ (پارہ ۴، سورہ اٰلِ عمران، آیت ۱۹۵)

ترجمہ: تم میں کام والے کی محنت اکارت نہیں کرتا مرد ہو یا عورت۔

انگوٹھے چومنے کا عمل کون وہ شخص ہے جو ثواب کی خاطر نہیں کرتا۔ ہمارے سنی حضرات ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور انشاء اللہ تعالی حدیث مقدس کے صدقے انہیں ثواب بھی ملے گا اور حسب وعدہ شریفہ شفاعت بھی نصیب ہوگی اور دنیا میں آنکھوں کی حفاظت وصحت وعافیت بھی ہے ہم صرف اپنے مقصد کو لے کر آگے چلتے ہیں۔

اعجوبہ: اولاً ہم لوگ تقبیل ابھامین کو منتر سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ ثواب کی خاطر کرتے ہیں۔ اگر بقول تھانوی منتر ہی سہی تو بتایئے تم نے بھی کبھی اپنے مجدد کے قول سے اس منتر پر عمل کیا تمہیں تو آنکھ کا درد ہوگا تو آپ ڈاکٹر کے پاس بھاگو گے اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ احادیث پر عمل کر کے نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کے نام اقدس کی برکت سے اپنی آنکھوں کا علاج کرتے ہیں بلکہ بطورِ خیر خواہی دوسروں کو بھی مشورہ دیتے ہیں کہ اگر آنکھوں کو تندرست رکھنا مقصود ہے تو نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کے اسم گرامی کے مقدس سرمہ کو اذان واقامت کے وقت استعمال کرو اللہ تعالیٰ شفاء بخشے گا آزمائش شرط ہے۔

منتر کی کیفیت: مولوی اشرف علی نے لکھا ہے کہ عوام اسے منتر کی حیثیت سے عمل میں لاتے ہیں ہم نے رسالہ ہذا کے باب ثانی میں فقہاء کی عبارات اور سلف صالحین کی حکایات لکھیں۔ ان لوگوں نے بار بار یستحب کا لفظ

دہرایا ہے یستحب کا معنی یرقی کسی لغت میں آیا ہو تو دیوبندی صاحبان دکھا دیں اور جہاں بھی اس مسئلہ کو فقہاء نے لکھا اسے استحباب کا درجہ دیا۔ نامعلوم دیوبندی حضرات نبی کریم ﷺ کے معاملہ میں کیوں تنگ نظر بن جاتے ہیں۔ یہ حقیقت قابل تحقیق ہے اور کوئی صاحب انصاف یا صلح کن صاحب ان کے پاس نہایت محبت اور نرمی سے پوچھے کہ جناب ایسی تنگ ظرفی اور پھر اپنے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق کیوں؟ اگر جواب شافی ملے تو الحمدللہ ورنہ سمجھ لو کہ دال میں کالا کالا ہے۔

فائدہ جلیلہ: احادیث سے استنباط یا تو عقائد کے لئے ہوگا یا احکام کے لئے یا فضائل و مناقب کے لئے عقائد کے لئے جب تک حدیث مشہور متواتر نہ ہو کام نہیں چلے گا۔ خبر واحد اگر چہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہو تب بھی کام نہیں آئے گی۔ علامہ تفتازانی فرماتے ہیں: إن خبر الواحد على تقدير اشتماله على جميع الشرائط المذكورة فى أصول الفقه ، لا يفيد إلا الظن ولا عبرة بالظن فى باب الإعتقادات۔

(شرح العقائد للنسفی،صفحہ١٣٨)

خبر واحد اگر چہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں۔
احکام کے لئے حدیث صحیح لذاتہٖ وصحیح لغیرہٖ یا حسن لذاتہٖ وحسن لغیرہٖ ضروری ہے جمہور علماء کے ہاں ضعیف سے دلیل پکڑنا بے کار ہے۔

فضائل و مناقب میں باتفاق علماء کرام حدیث ضعیف کافی ہے مثلاً کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی کہ جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ انہیں اللہ عزوجل نے یہ مرتبہ بخشا یا یہ فضل عطا کیا۔ وہاں حدیث ضعیف کافی ہے: قال سيدى ابو طالب فى قوت القلوب فى معاملة المحبوب الا حاديث فى فضائل الاعمال وتفضيل الاصحاب متقبلة محتملة علىٰ كل حال مقاطيعها ومراسيلها لا تعارض ولا ترد كذالك كان السلف يفعلون

(قوت القلوب فى معاملة المحبوب، فصل الحادى والعشرون،جلد ١ ،صفحہ١٧٨، مطبوعه دار صادرمصر)

یعنی امام اجل، شیخ العلماء والعرفاء، سیدی ابو طالب محمد بن علی مکی قدس سرہ الملکی کتاب جلیل القدر عظیم الفخر قوت القلوب فی معاملة المحبوب میں فرماتے ہیں: فضائل و اعمال تفضیل صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی حدیثیں کیسی ہوں ہر حال میں مقبول و ماخوذ ہیں۔ مقطوع ہوں خواہ مرسل نہ ان کی مخالفت کی جائے نہ انہیں رد کریں ائمہ کا یہی طریقہ تھا۔
اسی طرح ملتی جلتی عبارتیں اصول حدیث کی تمام کتب موضوعات اور احادیث کی شروح میں ملیں گی۔

"الضعیف یعمل بہٖ فی فضائل الاعمال" وغیرہ۔

انتباہ: بعض عیار مکار کہہ دیا کرتے ہیں کہ ضعیف حدیث صرف فضائل اعمال میں مقبول ہوتی ہے اور مناقب میں نہیں اور چونکہ تقبیل ابہامین کی احادیث مناقب پر مشتمل ہے کہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی منقبت ثابت ہے بنابریں عمل بیکار اور پھر ثبوت میں وہ عبارات پیش کرتے ہیں جن میں صرف لفظ الاعمال آیا ہے پھر کہتے ہیں کہ اگر مناقب مقصود ہوتے تو علماء نے الاعمال کے بعد المناقب کا اضافہ کیوں نہیں کیا۔ ایسے مکاروں کے دھوکے سے تین طریقوں سے بچنا لازم ہے۔

(۱) اُصولیوں کا قاعدہ ہے کہ کسی ایک مسئلہ کے سمجھانے کے لئے کسی ایک جنس کا ذکر کر دیا تو اس کے باقی اقسام بھی اس میں شامل ہوں گے اور کہیں کہیں ان کے صراحۃً ذکر کر بھی دیتے ہیں جیسے یہاں ہوا کہ سیدی ابوطالب مکی نے قوت القلوب میں فضائل اعمال کے ساتھ مناقب کا بھی ذکر فرمادیا۔

(۲) بعض سادات انبیاء علیہم السلام کے فضائل ومناقب ثقات سے ثابت نہیں تو کیا ان کے فضائل ومناقب سے انکار کیا جائے گا۔

(۳) "تقبیل ابھامین" کی احادیث میں مناقب ضمناً ہیں لیکن مقصود تو فضائل اعمال ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عمل کرے گا اسے میں بہشت میں لے جاؤں گا وغیرہ وغیرہ۔ ان احادیث میں اپنی تعریف سنانا مقصود نہیں بلکہ فضیلت عمل کا بیان کرنا مقصود ہے جسے عقل سلیم ہے وہ خود سمجھ جاتا ہے۔

انتباہ: پہلے بھی اور اب بھی اور بار بار اعلان ہے کہ احادیث تقبیل ابھامین موضوع نہیں۔ اگر ہیں تو ضعیف اور احادیث ضعیفہ اعمال میں قبول ہوتی ہیں۔ ہمارے مخالفین کو چونکہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ کریمی سے عناد ہے ورنہ ان کو خود دیکھو تو بہت سی حدیثوں پر روزانہ عمل کرتے ہیں حالانکہ وہ حدیثیں بھی ضعیف ہیں ذیل میں چند مشتے نمونہ ازخروار ضعیف احادیث کی فہرست پیش کی جاتی ہے۔

(۱) غسل و وضو کے بعد رومال سے پانی پونچھنا۔

(۲) وضو میں گردن کا مسح۔

(۳) صلوٰۃ الاوابین۔

(۴) بدھ ہفتہ کے دن پچھنے لگوانا۔

(۵) اذان میں آہستگی، اقامت میں تیزی اور مابین اذان واقامت کے فاصلہ۔

(۶) بدھ کے دن ناخن نہ کٹوانا۔

(۷) صلوٰۃ التسبیح۔

(۸) نماز میں امامت زیادہ پرہیز گار کی ہو۔

(۹) نماز نصف شعبان۔

(۱۰) تلقین کے متعلق صرف اسی کو شمار کرنے بیٹھوں تو مستقل رسالہ ہو جائے۔

نہایت افسوس ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی شان اقدس کی بابت کوئی بات ملے تو پھر ادھر اُدھر کی ماردی اور جان بچالی اور زیادہ افسوس ''دیوبندیوں'' کا ہے کہ اپنے آپ کو مقلد بھی کہتے ہیں اور پھر احناف کی کتب سے مسئلہ کا ثبوت ملے تو منکر بھی ہو جاتے ہیں۔

حرفِ آخر: یہ تمام بحث صرف اس لحاظ سے تھی کہ احادیث کو ''لا یصح'' سے تعبیر کیا گیا ہے یہ اس وقت ہے جبکہ حدیث کو مرفوع سمجھا جائے۔ اگر اسے موقوف قرار دیا جائے یعنی یہ مان لیں کہ واقعی صحیح سند کے اعتبار سے نبی کریم ﷺ تک یہ حدیث مرفوع نہیں لیکن سرکار صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچنا تو صحیح ہے اس میں کسی کو کلام نہیں اور اسے محدثین کی اصطلاح میں ''حدیثِ موقوف'' کہتے ہیں۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (موضوعات کبیر، صفحہ ۶۴، مطبوعہ مجتبائی دہلی) میں فرماتے ہیں: قلت و اذا ثبت رفعه علی الصدیق فیکفی العمل به لقوله علیه السلام علیکم بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین۔

(موضوعات کبیر ،صفحه ٦٤، مطبوعه مجتبائی دهلی)

یعنی میں کہتا ہوں کہ جب اس حدیث کا ثبوت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک ہو گیا تو عمل کے لئے یہی بات کافی ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑو۔

اسی طرح جلالین کے محشی نے بھی فیصلہ فرما دیا۔

سوال: انگوٹھے چومنا صرف (بقولِ شما) مستحب ہے اور درود پڑھنا سنت بلکہ ضروری اب تم انگوٹھے چومتے ہو لیکن درود پڑھنا چھوڑ دیتے ہو ہم درود پڑھتے ہیں سنت پر عمل کرتے ہیں تم انگوٹھے چومتے ہو بدعت پر عمل کرتے ہو۔

الجواب: درود شریف پڑھنے کے موقع و محل ہوتے ہیں۔ بہت ایسے مقامات ہیں جہاں درود پاک نہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور وہ محل و مواقع اپنے قیاس سے ثابت کئے جاتے ہیں وہ متقدمین نے درود پاک بھی سکھا دیا اور انگوٹھے چومنا بھی۔ چنانچہ باب دوم میں فقہاء کی عبارات میں ہے کہ ''انگوٹھے چومتے وقت پڑھے و صلی الله علیك الخ یہ درود نہیں تو اور کیا ہے۔''

ہم نے حدیث پاک پر بھی عمل کیا اور فقہاء کرام کے قول پر بھی۔ یہ تم ہو کہ **لاتقربو الصلوۃ** پر عمل کرتے ہو لیکن **وانتم سکری** پر دھیان نہیں کرتے **اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ** (پارہ ا، سورۃ البقرۃ، آیت ۸۵) ﴿**ترجمہ**: تو کیا خدا کے کچھ حکموں پر ایمان لاتے ہو اور کچھ سے انکار کرتے ہو۔﴾ کے مصداق بن رہے ہو۔ حنفی بن کر بلکہ محمدی ہو کر حدیثوں سے روگردانی فقہ سے اعراض آخر یہ کب تک۔

سوال: اللہ تعالیٰ کے نام کو کیوں نہیں چومتے حالانکہ چومنا یا تعظیم سے ہے یا محبت سے کیا نبی اکرم ﷺ کی تعظیم اور محبت اللہ تعالیٰ سے بڑھ گئی۔

جواب: یہ جاہلانہ اعتراض ہے پہلے تم خود مان گئے کہ نبی اکرم ﷺ کا نام سن کر درود پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے (واقعی ایسے ہی) حدیث شریف میں بھی یونہی ہی ہے لیکن یہ مجھے کہیں دکھا سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جل جلالہ وغیرہ کہنا ضروری کیا سنت بھی نہیں بلکہ مستحب ہے۔ کیا اس سے لازم ہے نبی علیہ السلام کی شان اللہ تعالیٰ کی شان سے بڑھ گئی نہیں ہرگز نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ احکامِ شرعیہ کا وقوف احادیث مقدسہ واقوال صلحاء پر ہے۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ کے نام کو سن کر انگوٹھے چومنے کا حکم شرع پاک نے دیا ہے اسی لئے ہم ان کے نام سن کر چومتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نام کے متعلق حکم نہیں اسی لئے نہیں چومتے دوسرے یہ کہ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کے نورِ مقدس کو انگوٹھوں میں پا کر چوما تھا۔ "**الولد سر لابیہ**" کی نیک فال ہم پر پڑی کہ ان کی سنت کے مطابق ہم بھی پیارے کا نام سن کر انگوٹھے چوم لیتے ہیں تاکہ کہیں ہمیں بھی اس مقدس نور کی زیارت کا شرف مل جائے اور آپ حضرات مختار ہیں جو چاہیں کریں۔

سوال: حضرت آدم علیہ السلام نے تو نورِ اقدس کو دیکھ کر چوما اور تم انگوٹھے اور وہ بھی نا معلوم صاف ستھرے یا ویسے ہی۔

جواب: مولانا روم قدس سرہٗ فرماتے ہیں:

پائے استدلالیاں چوبیں بود	پائے چوبیں سخت بے تمکین بود

یعنی دلیل کے محتاجوں کے پاؤں لکڑی کے ہوتے ہیں لکڑی کے پاؤں نہایت کمزور ہوتے ہیں۔

مسلمہ بات ہے کہ شرعی مسائل میں قیاس آرائی وبالِ جان وایمان ہے جب بتایا جا چکا ہے کہ شرع مطہرہ کا حکم ہے اب ہمیں سر جھکانا لازم ہے اگر عقلی دلیل چاہتا ہے تو پہلے دل کو مصطفیٰ ﷺ کے عشق میں نذرانہ پیش کر۔ پھر سنو **درمن قال** چونکہ یہ ناخن جلوہ گاہ ہے۔ نورِ مصطفویٰ علیٰ صاحبہا السلام ہیں اگرچہ ان کا ظہور بابا آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ہوا لیکن ہم تو ابھی اسی تصور میں ہیں اور یہ تصور بڑا کام دیتا ہے۔ ایک علمی بات یاد رکھنے کی ہے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

کی روایت عین ہے کہ اس میں تمام راوی عین نام والے ہیں اسی لئے شاہ ولی اللہ اپنے آپ کو عبداللہ تصور کر کے روایت کرتے ہیں دوسری روایت کا نام یوم العید ہے اور پھر بخاری میں ایک حدیث ہے کہ اسے بیان کرتے وقت ہر راوی ہونٹ ہلاتا ہے پوچھا جاتا ہے تو کہتے ہیں اس وقت نبی کریم ﷺ نے ہونٹ ہلائے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا تو اس قسم کا ایک رسالہ "المسلسلات" ہے جس میں فرضی باتیں بنا کر صرف تصور کی دنیا قائم کر کے حدیث بیان کرتے ہیں کبھی کہتے ہیں آج عید کا دن ہے اگرچہ عید کا دن نہیں لیکن مشائخ کی سند میں یونہی آیا ہے۔ ہم اس لئے کہتے ہیں کہ چونکہ ہمارے آقا کا نور انہی انگوٹھوں میں تھا وہی تصورات اب قائم ہیں بنابریں انگوٹھے چومے جاتے ہیں۔

مسئلہ: اذان کے متعلق تو صریح عبارات آئی ہیں اسی لئے ان میں تو شک کی گنجائش نہیں۔ اذان پر بھی چونکہ اذان کا اطلاق حدیث شریف میں آیا ہے: اَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ کُلِّ أَذَانَیْنِ صَلَاۃٌ

(صحیح البخاری ، کتاب الاذان، الباب بین کل اذانین صلاۃ لمن شاء ، الجزء۳، الصفحۃ۱ ، حدیث ۵۹۱)

یعنی مابین دو اذانوں کے یعنی اذان واقامت کے نماز ہے۔

اس حدیث شریف میں اقامت کو بھی اذان سے تعبیر کیا گیا ہے۔ بنابریں جس طرح اذان میں اسم گرامی سن کر چومنا مستحب ہے اسی طرح یہاں بھی۔

فقط و السلام

الفقیر القادری ابوالصالح محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

بہاولپور، پاکستان۔

☆......☆......☆